کشمیراورایران کے ادبی وتہذیبی اشتراکات

ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز ☆

Abstract

Irani and Turkastani preachers revolutionized the religious, educational, cultural and political lives of the Kashmiris. Persian language and literature promoted in Kashmir through Irani culture. Iran has a great importance for Kashmir among all Central Asian States. Irani culture has great effect on every field of life in Kashmir. Persian remained an official language of Kashmir more than four centuries. The article discusses the impacts of Irani culture on Kashmiri literature and culture.

ریاست کشمیر کو بالعموم جنت نظیر، ایران صغیر اور وادی لالہ وگل جیسے پُرکشش ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ سرزمین کشمیر اپنے طبعی رنگ و نور اور اس کے باشندے اپنی رنگین مزاجی و لطافت طبع کے لحاظ سے ایران اور اہل ایران سے بہت مشابہ ہیں۔ فنون لطیفہ کی جن پاکیزہ روایتوں کے لیے ایران خاص شہرت رکھتا ہے۔ اُن ہی روایتوں کے لیے کشمیر بھی مشہور رہے۔ کشمیر نے اپنے معاشرے پر ایران کا اچھا خاصا اثر لیا ہے اور یہ اثر اس قدر مقبولیت اختیار کر گیا کہ کشمیر ایران صغیر کہلانے لگا۔

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر　　　کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایران صغیر (۱)

ریاست جموں وکشمیر بر اعظم ایشیا کے تقریباً وسط اور برصغیر پاک وہند کے عین شمال میں واقع ہے۔ جنوبی اور وسطی ایشیا کے درمیان میں واقع ہونے کے باعث اسے ''ایشیا کا دل'' اور

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ کشمیریات، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

''برصغیر کا تاج'' کہا جاتا ہے۔ ریاست کی سرحدیں دنیا کے پانچ ممالک چین، بھارت، پاکستان، افغانستان اور جمہوریہ تاجکستان سے ملتی ہیں۔(۲) قدیم ترین ادوار سے ہی یہ خطہ پڑوس کے ممالک سے مذہبی، فکری اور سیاسی طور پر متاثر ہوتا رہا ہے۔ قدیم ایام سے لے کر ۷۲۵ء تک کشمیر پر ہندومت اور بدھ مت کے پیرو راجاؤں کی حکومت رہی ہے۔ مگر ان ادوار میں بھی ترکستان اور افغانستان کے راستے ایران کے تمدن و ثقافت کے اثرات کشمیر تک پہنچتے رہے۔(۳) کشمیر قدیم زمانے سے ہی وسط ایشیا کی ریاستوں سے ملا ہوا ہے اور ان ریاستوں میں ایران کشمیر کے لیے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔

کشمیر میں اسلام حملہ آوروں کے زور زبردستی سے نہیں بلکہ مرحلہ وار ایران و ترکستان سے آئے ہوئے مبلغین کے ذریعے پھیلا۔ ان مبلغین نے نہ صرف کشمیر میں اسلام پھیلایا بلکہ بہت سے ہنر بھی متعارف کروائے۔(۴) جس سے کشمیر میں معیشت نے بہت ترقی کی۔ آٹھویں صدی ہجری کے شروع تک کشمیر پر ایرانی اثرات زیادہ واضح اور مستقل نہ تھے۔ لیکن ۷۲۵ھ کے بعد ایرانی تہذیب و تمدن براہ راست کشمیر پہنچے اور یہ خطہ فارسی زبان اور فارسی معاشرے کے زیر اثر آ گیا۔ حضرت سید شرف الدین کو کشمیر میں اسلام کا اولین مبلغ سمجھا جاتا ہے۔ اُنہوں نے ہی روابط کا افتتاح کیا اور پھر یہ سلسلہ بلا انقطاع چل نکلا۔ مبلغین ایران گروہ در گروہ وادیٔ کشمیر میں وارد ہونے لگے اور خطے کا گوشہ گوشہ اللہ کے ذکر سے گونج اٹھا۔(۵) حضرت سید شرف الدین نے فارسی زبان ہی کو ذریعہ تعلیم بنایا اور اس طرح انہوں نے وادی میں اسی زبان شیریں کو رواج دے کر ایران و کشمیر کے تعلقات کو مزید مضبوط اور مستحکم کیا۔

ایران اور کشمیر کے روحانی روابط کا سب سے بڑا ذریعہ میر سیّد علی ہمدانی ہی ہیں۔ آپ ۷۴۰ھ میں کشمیر آئے۔ آپ شریعت اور طریقت کو ایک ساتھ تطبیق دینے والے بزرگ تھے۔ آپ ہی نے سرینگر کی مشہور خانقاہ معلی کو ایرانی خانقاہوں کے انداز پر تعمیر کروایا تھا۔(۶) سید علی ہمدانی سے قبل کشمیر عجیب طرح کی ابتری کا شکار تھا۔ اُنہوں نے نہ صرف کشمیر کو مذہبی طور پر سنوارا بلکہ وادی میں ایران اور وسط ایشیا کے ماہر اور تجربہ کار کاریگروں، فنکاروں اور دستکاروں کی ایک بڑی تعداد کو بھی لا کر آباد کیا۔ جنہوں نے علوم وفنون میں عوام کی رہنمائی کی اور وادی میں پشمینہ سازی، قالین بافی، شال

بافی، پیپر ماشی، جالک دوزی، سوزن کاری، جلد سازی، چاندی اور تانبے کے ظروف، لکڑی پر نقش سازی، چکن دوزی اور کاغذ سازی کو رواج دیا۔(۷) آپ نے علم و ادب کی ترقی کے لیے سرینگر میں ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی تعمیر کروایا۔ آپ کے مریدوں نے بھی کشمیر میں فارسی زبان کی ترویج و تعمیر میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے وادی کشمیر میں انقلابی تبدیلیاں رونما کرنے پر شاہ ہمدان کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے:

مرشد آں کشور مینو نظیر　　میر و درویش و سلاطین رامشیر
خطّہ را آں شاہ دریا آستیں　　داد علم وصنعت وتہذیب و دیں(۸)

سید علی ہمدانی کی وفات کے بعد بھی ایران و کشمیر کے روحانی و لسانی رشتے برقرار رہے۔ آپؒ کے لائق فرزند میر محمد ہمدانیؒ ۷۹۸ھ میں تین سو علما، صوفیا اور فضلا کے ہم راہ کشمیر پہنچے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا جو پودا حضرت سید شرف الدین نے لگایا تھا، وہ اب بار آور ہو چکا تھا۔ اس ارضی مینوامین کے باشندے فارسی شاعری کے اس قدر گرویدہ ہو چکے تھے کہ وہ شیراز کے گوشہ نشین شاعر حافظ کے کلام پر رقص کیا کرتے تھے۔(۹) کشمیریوں کی اس قدر دانی کی شہرت سے ایرانی آگاہ ہو چکے تھے۔ ورود اسلام کے بعد کشمیر کے وسط ایشیائی ریاستوں سے تعلقات میں پہلے سے زیادہ گرمجوشی پیدا ہوئی۔ تبلیغ اسلام کا سارا عمل ترکستانی مبلغین اور علما کے ہاتھوں ہی سرانجام پایا تھا۔ اس میں جنوبی ایشیا کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس لیے فارسی زبان کشمیر میں رائج سنسکرت زبان پر آہستہ آہستہ غالب آنے لگی اور سلاطین کے عہد میں فارسی کشمیر کی سرکاری زبان قرار پائی۔ جو بدستور ڈوگرہ عہد میں پرتاپ سنگھ کے عہد تک اسی درجہ پر رہی۔ کشمیر میں فارسی زبان کے فروغ سے وہاں کی مقامی زبانوں کشمیری، گوجری، پہاڑی اور بلتی وغیرہ میں بھی کثیر تعداد میں ترکی اور فارسی زبان کے الفاظ شامل ہوتے گئے، جس سے ان زبانوں میں بھی فارسیت جھلکنے لگی۔ کے واریکو لکھتے ہیں:

With the introduction of the Islamic mode of government and the persian as court language in Kashmir under the

Sultanate a large number of persian and Turki words got assimilated into the Kashmiri Language.(۱۰)

سلاطین کے عہد میں فارسی زبان وادب کو خاصی ترویج نصیب ہوئی۔خصوصاً سلطان زین العابدین کے عہد میں ایران وترکستان کے صوفیا اورعلما تو کشمیر پر بس ٹوٹ ہی پڑے۔سلطان نے کشمیر میں فارسی زبان کو رواج دیا۔ یہ خودکئی زبانوں کا عالم تھا۔اس نے سرینگر میں دارالعلوم اوردارالترجمہ قائم کروائے۔دارالترجمہ میں مسلمان اور ہندو عالم شب وروز سنسکرت کی کتابوں کے تراجم فارسی میں اور فارسی کی کتابوں کے تراجم سنسکرت میں کرتے تھے۔اسی سلطان کے عہد میں مہابھارت، راج ترنگنی اور کتھا سرت ساگر کے ترجمے فارسی زبان میں کیے گئے۔(۱۱) اس کے علاوہ سلطان نے ایک دارالتصانیف اورایک عظیم الشان لائبریری بھی قائم کی اور یہ لائبریری ایران وترکستان کی لائبریریوں کے ساتھ برابری کرتی تھی ۔سلطان خودبھی فارسی زبان کا عالم تھا۔اس نے فارسی زبان میں دو کتب تصنیف کیں۔(۱۲) ان میں سے ایک تو آتش بازی کی صنعت پر مکالمے کی صورت میں تھی ۔دوسری کتاب شکایت تھی جس کا موضوع دُنیا کی بے ثباتی تھا۔سلطان زین العابدین نے صنعت وحرفت کی ترقی میں بھی بڑی دلچسپی لی۔یہی وجہ تھی کہ قالین سازی وشالبافی کی صنعت ایران سے کشمیر میں اسی بادشاہ کے دورحکومت میں پہنچی۔کشمیری ہنرمند مہر سازی میں بھی یگانہ روزگار تھے۔کشمیر اسی لیے علوم و فنون ،صنعت وحرفت اورفکروعقیدہ میں ایران کے زیرنگیں رہا۔

کشمیر۱۵۸۶ء میں جب مُغلیہ سلطنت کا ستر ہواں صوبہ قرار پایا تو اکبراعظم کے ہم راہ فیضی اورابوالفضل جیسے علما بھی کشمیرآئے۔اسی زمانے میں اکبر نے ملامحمد شاہ آبادی کشمیری سے پنڈت کلہن کی تاریخ راج ترنگنی کا فارسی میں ترجمہ کروایا۔مغلوں نے اپنے عہد حکومت کے دوران کشمیر میں ترپسٹھ گورنر بھیجے جن میں سے دس فارسی زبان کے زبردست شاعر تھے اوراصلاً ایرانی تھے۔(۱۳)مُغلیہ عہد میں خطہ کشمیر فارسی زبان وشاعری کا مرکز بن چکا تھا۔ان ایرانی نژاد حکام نے کشمیر کو فارسی زبان و ادبیات کے لحاظ سے بھی ایران صغیر بنادیا تھا۔مُغلیہ عہد ہی میں ایران کے ہنر معماری، نقاشی ومصوری

کوکشمیر میں نکھرنے کا موقع ملا۔ یہ ہُنر مسجد و مدرسہ، خانقاہ وقلعہ اور کاخ ومزار میں آشکار ہوا۔ جھمبر کی مسجد منقش سے لے کر حضرت بل سرینگر تک کی تعمیر، باغ نشاط اور شالامار باغ سرینگر کی بارہ دری کی دیواروں پر نقاشی اور خطاطی کے نادر نمونے آج بھی موجود ہیں۔(۱۴) مغلوں کے بعد جب افغانوں نے کشمیر کو اپنی سلطنت میں شامل کیا تو خراسانی تمدن نے اور بھی وسعت پائی۔ کشمیر کے جن فارسی گو شاعروں نے اس عہد میں نام پیدا کیا اُن میں شائق، توفیق، اشرف دیری، سُکھ جیون مل اور بھوانی درس کاچرو قابل ذکر ہیں۔

سکھوں کا کشمیر میں ستائیس سالہ سفاک عہد بھی ایرانیت کی قومی بنیادوں کو گزند نہ پہنچا سکا۔ ڈوگرے جو کہ کشمیر کے آخری حکمران تھے وہ فارسی زبان وادب اور شعر و شاعری کے کچھ خاص دلدادہ نہ تھے لیکن پھر بھی عہد رنبیر سنگھ کے دوران جموں میں فارسی کے مدرسے اور دارالترجمہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں سنسکرت کی کُتب کے فارسی میں تراجم کیے جاتے تھے۔(۱۵) عہد رنبیر سنگھ تک کشمیر کی سرکاری زبان فارسی ہی رہی لیکن اس کے بعد پرتاپ سنگھ کے عہد سے کشمیر کی سرکاری زبان اردو قرار پائی۔

کشمیر پر ایرانی تہذیب ہر پہلو سے اثر انداز ہوئی۔ چونکہ اسلام ایران اور وسط ایشیا کے ذریعے ہی وادی کشمیر میں پہنچا۔ اس لیے وہاں کے مبلغین اپنی تہذیب بھی ساتھ لے کر آئے۔ کشمیریوں نے ایرانیوں کے بہت سے فنون لطیفہ بھی اپنائے۔ سلطان زین العابدین نے ملا جمیل خراسانی اور ملا عودی خراسانی جیسے نامور موسیقی دانوں اور طبلہ نوازوں کو مدعو کر کے کشمیر میں موسیقی کی ترویج کی۔ اس کے علاوہ اسی سلطان نے سمرقندی خطاطوں کو کشمیر میں مدعو کیا اور اس فن کی سرپرستی فرمائی۔(۱۶) کشمیریوں کے لکھے ہوئے مخطوطات آج بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان میں اور ایرانیوں کے نوشتہ مخطوطات میں کوئی مُغایرت نہیں پائی جاتی ہے۔ کشمیر اور وسط ایشیا کے کھانے پینے کے طور طریقوں میں بھی ایک خاص یکسانیت موجود ہے۔ اس ضمن میں عبدالاحد لکھتے ہیں:

قہوٕ، نمکین چاے، لواسہٕ باقر کھاَنی تہٕ کُلچہ چھ نہ صرف کشیر منز ےیاَتی استیمال سپدان، بلکہ چھیم وسط ایشاہس منز واَریاہن جاَین عام۔ کاشُر وازٕ

وانگی ضوروری جُزمثلن گوشتابہ، کبابہ،،ہَری مہ، پولاو، رِستہ،تہ،روغن جوش چھ کشیر علاوٕ ایرانس منز تہِ عام تہِ مقبول روزمتی اَمی اشتراکنی کِنی یِتھ کالہ کشیر ایران صغیر وَنان۔(۱۷)

ترجمہ: ''قہوہ، نمکین چائے، لواسہ، باقر خانی اور کلچے نہ صرف کشمیر میں ہی استعمال ہوتے ہیں بلکہ وسط ایشیا میں بھی بہت سی جگہوں میں یہ چیزیں عام ہیں۔کشمیری وازہ وان کے ضروری جز ومثلاً گشتابہ، رستہ اور ہریسہ کشمیر کے علاوہ ایران میں بھی بہت عام اور مقبول ہیں، اسی یکسانیت کی وجہ سے کشمیر کو ایران صغیر کہا جاتا ہے۔''

کشمیر پر ایرانی تہذیب کے اثر کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ کشمیر میں پائے جانے والے برتنوں کی اقسام اور ساخت بھی ایرانی ہے۔مثلاً سماوار جو کہ قہوہ کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ ایران ہی سے کشمیر میں آیا۔ اس کے ساتھ مکانات میں بھی ایرانیت پائی جاتی ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کے گھروں میں وہی مشرقیت پائی جاتی ہے جو ایران کا خاصہ ہے۔(۱۸) امیروں کے گھروں میں اگر قالین کا فرش ہے تو متوسط درجے کے لوگ گبہ سے وہی کام لیتے ہیں لیکن بیٹھتے سب ہی فرش پر ہیں۔اسی طرح کھیتی باڑی، صحن بندی اور باغات کی آرائش میں بھی ایرانیت صاف جھلکتی نظر آتی ہے۔

کشمیر اور ایران کے درمیان لسانی و ادبی روابط بھی عرصہ دراز سے قائم ہیں۔کشمیر، ہمیشہ ایرانی مصنفین کی توجہات کا مرکز رہا ہے۔یہی وجہ تھی کہ سنسکرت کشمیر کی علمی دنیا میں مخصوص طبقوں تک محدود ہوکر رہ گئی تھی اور فارسی ادب اور علم کا سورج غریب کسانوں اور مزدوروں کی اندھیری جھونپڑیوں میں بھی چمکنے لگا تھا۔(۱۹) فارسی نے کشمیر میں بولی جانے والی زبانوں پر بھی اثر ڈالا لیکن کشمیری زبان خاص طور پر متاثر ہوئی۔کشمیری زبان سے سنسکرت کے الفاظ کم ہوتے چلے گئے اور ساٹھ فیصد کے قریب فارسی کے الفاظ شامل ہوگئے۔(۲۰) فارسی کے ہزارہا الفاظ اور تراکیب کے کشمیری زبان میں داخل ہوجانے سے اس زبان میں وسعت، اس کے بیان میں رنگینی اور تخیل میں بلندی پیدا ہوئی۔

فارسی کا کشمیر سے خاص ربط رہا ہے اور یہاں کی علمی و ادبی زندگی پر فارسی کا بہت اثر پڑا ہے۔ گزشتہ چھ سو برسوں میں اس سرزمین سے فارسی کے ایسے عالم اور ادیب اُٹھے جن کا مقام فارسی ادب کی تاریخ میں گھٹایا نہیں جا سکتا ہے۔ چک شاہی حکومت کے دوران حسین شاہ چک کے زمانے میں میر علی اور نامی، علی چک کے عہد میں مہری اور یوسف شاہ کے دور میں محمد امین مستغنی نہایت مشہور، عالی دماغ اور خوش بیان شاعر گزرے ہیں۔ یوسف شاہ چک خود بھی فارسی اور کشمیری دونوں زبانوں کا اچھا شاعر تھا۔ یہ شعر اُسی کا طبع زاد ہے۔

دلِ پُر دردِ من جاناں بسانِ غنچہ پُرخون است
چہ بے رحمی نہ پُرسیدی کہ احوال دلت چون است (۲۱)

فارسی نویسوں اور فارسی شُعرا کی خاصی تعداد اب بھی کشمیر کے طول وعرض میں موجود ہے۔ کئی ادیب اور شاعر کشمیری ادب میں فارسیت کو رواج دے رہے ہیں۔ وہاب پرے نے (۱۹۱۵ء) شاہنامہ فردوسی میں سے قصہ بہرام گور اور قصہ چہار درویش کو کشمیری میں منظوم کیا۔ محمود گامی عظیم کشمیری شاعر نے خمسہ نظامی کی تقلید میں خمسہ کشمیری لکھا۔ (۲۲) کشمیر میں اشاعت اسلام کے نتیجہ میں فارسی زبان کشمیر کے ہر شعبہ میں سرایت کر چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ ۱۹۲۴ء تک کشمیر کا سارا کاروبار حکومت فارسی زبان ہی میں چلتا رہا۔ کشمیر اس لحاظ سے خوش قسمت ترین خطہ رہا ہے کہ فارسی ادب میں اس کے متعلق جتنا کچھ کہا گیا اور جتنا اسے سراہا گیا ہے شاید ہی کسی اور ملک یا سرزمین کے لیے کہا گیا ہو۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) علامہ اقبال، ارمغان حجاز، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۵۸

(۲) میر، جی ایم، جموں وکشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں، مکتبہ رضوان میرپور، آزاد کشمیر، ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۱۔

(۳) آفاقی، صابر، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۱۰

(۴) محمود آزاد، سید، تاریخ کشمیر، ادارہ معارف کشمیر، باغ آزاد کشمیر، ۱۹۷۰ء، صفحہ ۲۶۸

(۵) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء، صفحہ ۲۰

(۶) ایضاً، صفحہ ۲۲

(۷) میر، جی ایم، کوہستان قراقرم سے بحر قزوین تک، مکتبہ داستان، لاہور، ۱۹۹۶ء، صفحہ ۱۶

(۸) علامہ اقبال، جاوید نامہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۸۵

(۹) آفاقی، صابر، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۲۰

(۱۰) K.Warikoo, *Central Asia and Kashmir,* Gian Publishing House, New Delhi, 1989, P.94.

(۱۱) آفاقی، صابر، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۱۸

(۱۲) محب الحسن، پروفیسر، کشمیر سلاطین کے عہد میں، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۱۲۳

(۱۳) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء، صفحہ ۲۸

(۱۴) آفاقی، صابر، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۲۳

(۱۵) ایضاً، صفحہ ۱۲۵

(۱۶) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء، صفحہ ۲۶

(۱۷) عبدالاحد، پروفیسر، سون ادب، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۱ء، ص ۱۹۰

(۱۸) عبداللہ قریشی، آئینہ کشمیر، آئینہ ادب، چوک مینار انارکلی، لاہور، س ن، صفحہ ۱۵۷

(۱۹) آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان وشاعری، حصہ اول، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۵۹ء، صفحہ ۵۴

(۲۰) فوق محمد دین، شباب کشمیر، دارالتحقیق والاشاعت، لاہور، ۲۰۰۳ء، صفحہ ۱۷۷

(۲۱) عبداللہ قریشی، آئینہ کشمیر، آئینہ ادب، چوک مینار انارکلی، لاہور، س ن، صفحہ ۲۲

(۲۲) سروری، عبدالقادر، کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ، سرینگر، ۱۹۶۸ء، ص ۶